Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | سوموار ۱۷ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ، ۱۱ احسان ۱۳۶۹ہش، ۱۱ جون ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۳۱

خُدا کی راہیں کشادہ ہیں

"آگے بڑھنے کی راہ میں جو روکیں ہیں وہ اپنے نفس کے تکبّر کی روکیں ہیں۔ ورنہ خدا کی راہیں کشادہ ہیں، جب ان راہوں سے بڑا بن کر انسان وہاں سے گزرنے کی کوشش کرتا ہے تو گزر نہیں سکتا۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ۔ الفضل ۵ جون ۱۹۹۰ء ص ۵ کالم ۱)

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"قبرستان میں ایک رُوحانیت ہوتی ہے۔ اور صبح کا وقت زیارتِ قبور کے لئے ایک سُنّت ہے۔ یہ ثواب کا کام ہے اور اس سے انسان کو اپنا مقام یاد آجاتا ہے۔ انسان اس دنیا میں مسافر ہے۔ آج زمین پر ہے تو کل زمین کے نیچے ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم ص ۱۶۷)

"ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہیئے کہ نری لفاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشا کو پُورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہیئے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالےٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔ اگر تم میں مکر، فریب، کسل اور سُستی پائی جائے تو تم دوسروں سے پہلے ہلاک کئے جاؤ گے۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے بوجھ کو اٹھائے اور اپنے وعدے کو پُورا کرے۔ عمر کا اعتبار نہیں۔"

(ملفوظات جلد ہشتم ص ۱۸۸)

"جو کچھ کرنا ہے اب کر لو۔ جب مَوت کا وقت آتا ہے تو پھر تاخیر نہیں ہوتی۔ جو شخص قبل از وقت نیکی کرتا ہے امید ہے کہ وہ پاک ہو جائے۔ اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلہ سے (جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں) میں شامل ہو جاؤ۔ جس طرح بیمار طبیب کے پاس جاتا، دوائی کھاتا، مسہل لیتا، خون نکلواتا، ٹکور کرواتا اور شفا حاصل کرنے کے واسطے ہر طرح کی تدبیر کرتا ہے۔ اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دُور کرنے کے واسطے ہر طرح کی کوشش کرو۔ صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالےٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجا لاؤ۔"

(ملفوظات جلد ہشتم ص ۱۸۸)

نیک بندوں کی آزمائش

ارشادات سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپکے درجات بلند کرے

"اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو بھی آزماتا ہے۔ وہ ان کا بھی امتحان لیتا ہے۔ لیکن وہ بشاشت کے ساتھ یہی کہتے ہیں کہ اللہ ہی مالک ہے اور اسی سے ہم نے خیر و برکت لینی ہے۔ اگر اس نے ایک چیز لے لی تو اس سے ہمارا خزانہ تو خالی ہو گیا۔ مگر اس کے خزانے کبھی خالی نہیں ہوتے۔ وہ پانچ سو لے گا تو پانچ لاکھ دے گا بھی۔ چنانچہ ہماری جماعت میں بھی اس نے بہتوں کو ان کی قربانیوں کے نتیجہ میں بہت زیادہ دیا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بخل کرو گے تو اس کا نتیجہ بھی تمہیں خود ہی بھگتنا پڑے گا۔ کیونکہ اللہ کسی کا محتاج نہیں۔ تم سے اگر قربانیوں کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ مطالبہ اس لئے نہیں کیا جاتا کہ (خدانخواستہ) خدا غریب اور فقیر تھا اور تم اس کو مالی امداد دے کر اسے تھوڑا بہت امیر بنانا چاہتے ہو۔ اور اس کی ضرورتوں کو پورا کر رہے ہو۔ سچی بات یہی ہے کہ تمہیں ہر آن ہر لحہ اور ہر چیز کے لئے اللہ تعالیٰ کی احتیاج ہے اگر تم اس نکتہ کو سمجھو گے نہیں تو اللہ تعالیٰ تم سے برکتیں چھین لے گا۔ لیکن اس کا یہ وعدہ ہے کہ وہ (حضرت بانی جماعت احمدیہ) کو ایک ایسی جماعت عطا کرے گا کہ جن کے اموال میں بھی وہ برکت ڈالے گا۔ جن کے نفوس میں بھی وہ برکت ڈالے گا اور جن کے وجود میں بھی وہ برکت ڈالے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۸ء)

پاسپورٹوں میں انڈورسمنٹ کا طریق کار ختم کر دیا گیا

یکم جولائی ۱۹۹۰ء سے جاری ہونے والے پاسپورٹ اسرائیل اور جنوبی افریقہ کو چھوڑ کر دنیا کے تمام ممالک کے لئے کارآمد ہونگے۔ پاسپورٹوں میں انڈورسمنٹ کا طریقہ کار فوری طور پر ختم کر دیا گیا ہے۔ وزیر مملکت برائے خزانہ مسٹر احسان الحق پراچہ نے بجٹ کے اگلے روز پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت پاسپورٹ محدود ممالک کے لئے جاری ہوتے ہیں اور پاسپورٹ رکھنے والوں کو انڈورسمنٹ کروانے میں مشکلات پیش آتی تھیں۔

مقابلہ مضمون نویسی خدام الاحمدیہ

شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت نئے مقابلہ مضمون نویسی کا عنوان "ہمدردی خلق" ہے۔ مضمون مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ہے۔ اوّل، دوم، سوم آنے والے علی الترتیب ۳۰۰، ۲۰۰، ۱۰۰ روپے کے انعامات کے مستحق ہوں گے۔

مہتمم تعلیم

ضرورت معلمین

جماعت احمدیہ کراچی کو چند معلمین کی ضرورت ہے جو بچوں کو قرآنِ کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھا سکیں۔ خواہش مند احباب اپنی درخواستیں جن میں تعلیم، تجربہ، عمر وغیرہ کا ذکر ہو امیر یا صدر جماعت کی معرفت ارسال کریں۔

منظور احمد شاد، جنرل سیکرٹری - احمدیہ ہال میگزین لین - صدر کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۱ر احسان ۱۳۶۹ ہش ۱۱ر جون ۱۹۹۰ء

تعلیم اور جماعتی وسائل

جب تعلیم آسان اور کم خرچ تھی لوگوں کو عام طور پر تعلیم کی طرف توجہ کم تھی اور یوں بھی لوگ نسلاً بعد نسلٍ اپنے اپنے پیشوں کی طرف توجہ دینے کی وجہ سے تعلیم کم ہی حاصل کرتے تھے۔ باپ جو کام کر رہا ہے وہی بیٹے نے بھی شروع کر دیا۔ باپ کی مدد بھی ہو گئی اور بیٹے کو بھی کمانے کی اہلیت حاصل ہو گئی۔ اور اکثر لوگ کہتے بھی تھے کہ تعلیم حاصل کر کے کیا لینا ہے۔ اگر اس کے بغیر ہی کوئی فن سیکھ لیا جائے اور انسان کمانے کے قابل ہو جائے تو تعلیم پر وقت کیوں ضائع کرے۔ ان دنوں معاشرہ بہت حد تک محدود اور بند تھا لیکن اب حالات بدل گئے ہیں۔ اب صرف اپنا گاؤں یا قصبہ یا شہر ہی سامنے نہیں ہوتا بلکہ ساری دنیا کی طرف نگاہ اُٹھتی ہے۔ دنیا بھر میں کیا ہو رہا ہے اور کس کس طرح لوگ آگے بڑھ رہے ہیں۔

اس تبدیلی نے علم کی پیاس بھی لگا دی ہے۔ اور روزی کمانے کے طریق بھی بدل کر رکھ دیئے ہیں۔ اب پہلے سے زیادہ لوگ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اپنی اولاد کو نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجنے کے خواب دیکھتے ہیں اور ان خوابوں کو پورا کرنے کیلئے ہر طرح تگ و دو بھی کرتے ہیں۔ اور شائد اسی لئے تعلیم پہلے کی نسبت مہنگی بھی بہت زیادہ ہو گئی۔ ایک دوست کہہ رہے تھے کہ ہم نے سن چالیس میں بی۔اے پاس کیا تھا۔ ساری تعلیم ــ پہلی جماعت سے بی۔اے تک ــ پر اتنا خرچ نہیں اٹھا تھا جتنا اب اپنے بچے کو پرائمری پاس کروانے تک اٹھتا ہے۔ فیسیں اور کتابوں کاپیوں کی قیمت جس طرح بڑھی ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

مہنگی تعلیم حاصل کرنے کے لئے یا تو اپنے وسائل خاصے زیادہ ہونے چاہئیں یا کوئی تنظیم ایسی ہو جو طلباء کی وظائف یا قرض حسنہ سے مدد کرے۔ تعلیم تو بہرحال حاصل کی جانی چاہیئے۔ اس میں اپنا بھی فائدہ ہے اور اپنے ملک کا بھی۔ اور ہم تو کہیں گے ساری بنی نوع انسان کا فائدہ ہے۔ اپنے وسائل تو کم لوگوں ہی کے اتنے ہوتے ہیں کہ بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلا سکیں۔ اس لئے تنظیموں ہی کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت نے روز اول ہی سے تعلیم کی طرف توجہ دی ہے اور انتظام کے ماتحت بڑے بڑے تعلیمیافتہ لوگ پیدا کئے ہیں۔ جماعتی وسائل جتنے زیادہ ہوں گے اتنا ہی یہ کام زیادہ وسیع پیمانے پر کیا جا سکے گا۔ آئیے ہم اس سلسلہ میں جماعتی وسائل بڑھانے کی کوشش کریں۔

کامیابی ہی کامیابی ہے
ہر قدم میرا انقلابی ہے
میری فطرت کا پوچھتے ہو کیا
یہ ترابی ہے بوترابی ہے

ابوالاقبال

لمحہ لمحہ کاٹ رہا ہوں جینے کے اوقات
مَیں کیا جانوں کیسے بنتے ہیں یہ دن اور رات

وہ بھولا انسان کسی سے پوچھ کے ہو کیوں خوار
جس کے آگے خود آجاتی ہو اس کی اوقات

بُوندا باندی سے بھی کِھل اُٹھتا ہے پھول کا چہرہ
اور جس پھول سے چہرہ پہ ہو پتھر کی برسات

مَیں نے دنیا کو ٹھکرا کر چاہا ہے انصاف
منصف ہے کہ دیکھ رہا ہے دنیا کے حالات

بھیگی بھیگی آنکھوں نے سُن لی تیری آواز
تیری یاد میں ڈُوب گئی ہے بھیگی بھیگی رات

تیرے آجانے سے دل ہو گا بے حد مسرور
میں ہی تیرے پاس آجاؤں یہ ہے کیسی بات

مَیں نے ان کو زینہ سمجھا اور اٹھایا لُطف
لوگ ہوئے بددل اور ان کا نام رکھا آفات

مَیں نے دل کی دھیمی لَو سے دونوں کو پہچانا
راتوں کے گمبھیر اندھیرے اور خدا کی ذات

دستک دی ہے اور نہ کسی نے جھانکا تیری سمت
بڑے بڑوں کو دوست بنا کر کھائی سب سے مات

کون نسیم تمہیں لکھنے کی دے داد و تحسین
یہ بھی کوئی قلمکاری ہے لکھتے ہو شذرات

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔سین

ڈاکٹر عبدالقادر حلمی

عرب ممالک اسوقت یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ان کا ایک بہت بڑا عرب میزائل سائنس دان اپنی سزا کی مدت پوری کرنے سے پہلے امریکی جیل سے رہا ہو جائے سائنس دان کا نام ہے عبدالقادر حلمی۔ اور انہیں دنیا بھر کے سائنس دانوں میں پہلے پانچ سائنس دانوں میں گنا جاتا ہے یعنی وہ سائنس دان جو میزائل تکنیک کے ماہر ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب انہوں نے یہ کوشش کی کہ فوجی تکنیک کو عرب دنیا میں منتقل کیا جائے تاکہ مغربی دنیا کی اس معاملے میں اجارہ داری ختم کی جا سکے۔ خاص طور پر بیلسٹک میزائل میں تو وہ اپنے اس راز کو خفیہ نہ رکھ سکے اور ان پر مقدمہ چلا جس کے نتیجے میں ۴ سال قید کی سزا ہو گئی۔ ڈاکٹر حلمی نے ایک مصری ادارے کے تعاون سے یہ کوشش کی کہ جدید ترین درمیانی فاصلے تک مار کرنے والے میزائل کے مختلف اجزا قانونی طور پر حاصل کئے جائیں اور انہوں نے ایسا اس لئے کیا کہ انہیں فوجی تکنیک سے خاصی واقفیت ہے۔ وہ زیادہ تر کاربن کاربن (سی۔سی) حاصل کرنا چاہتے تھے جو میزائل تکنیک میں کام آتا ہے لیکن اسرائیل کی خفیہ ایجنسی جس کا نام موساڈ ہے (MOSSAD) اور امریکی خفیہ ایجنسی جسے سی۔آئی۔اے کہتے ہیں۔ وہ اس بات کی طرف توجہ دے رہے تھے کہ یہ شخص کیا کرتا ہے۔ ۹ مہینے تک انہوں نے ان کا پیچھا کیا اور یہ معلوم کر لیا کہ وہ سی۔سی اور دیگر حصے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جنہیں ڈی۔او۔ڈی اور ای۔ٹی۔ڈی۔ایم۔ کہا جاتا ہے۔ یہ چیزیں وہ امریکی ایروجٹ جنرل کارپوریشن سے حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بعد میں یہ بیان کیا گیا کہ ڈاکٹر حلمی کولینٹ اجزا میں بھی دلچسپی لے رہے تھے۔ اور یہ وہ چیز ہے جس سے درجہ حرارت کو کم کیا جاتا ہے۔ اس درجہ حرارت کو کم کرنے کی اسوقت ضرورت پیش آتی ہے۔ جب میزائل دوبارہ فضا میں داخل ہو کر ہوا سے ٹکراتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ امریکی سپیرو اور سات الف زمین سے زمین تک مار کرنے والے میزائل میں دلچسپی لے رہے تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ وہ سکڈ B جو روسی ساخت کا میزائل ہے اس میں کچھ تبدیلی لا کر اسے بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ اس کا نام انہوں نے سکڈ B ۔۱۰۰ اور سکڈ B ۔۲۰۰ ۔ ۲۴ جون ۱۹۸۶ء کو امریکہ کے حکام نے ڈاکٹر حلمی کو حراست میں لے لیا۔ الزام یہ تھا کہ وہ ترقی یافتہ تکنیک کسی دوسرے ملک کو برآمد کر رہے ہیں۔ جبکہ ان کے پاس ایسا کرنے کا لائسنس موجود نہیں ہے۔ یہ لائسنس انہیں امریکہ کے کسٹمز ڈیپارٹمنٹ سے مل سکتا تھا۔ ان کا مقدمہ کافی دیر تک چلتا رہا اور آخر کار انہیں ۴ سال قید کی سزا سنا دی گئی۔ ڈاکٹر عبدالقادر حلمی ایک بہت معروف سائنس دان ہیں۔ اور امریکہ کے ناسا ادارے میں ایک خاصی اچھی پوزیشن پر کام کر رہے تھے۔ اب کہا جاتا ہے کہ انہیں انسانی ہمدردی کی بناء پر کیلیفورنیا کے قید خانے سے سزا کی مدت ختم ہونے سے پہلے رہا کر دیا جائے گا۔ جہاں تک ڈاکٹر حلمی کی اس ساری کارروائی اور اس کے نتیجے میں ان کو حراست میں لئے جانے کا تعلق ہے۔ بہت سی باتیں کی جا رہی ہیں۔ کہتے ہیں کہ زیادہ تر اسرائیلی اور امریکی خفیہ ایجنسیوں نے آپس میں مل کر یہ سازش کی تھی۔ موساڈ جو اسرائیلی ایجنسی ہے اس نے بڑے بڑے عرب سائنس دانوں کی فہرست تیار کی وہ سائنس دان جو امریکہ اور یورپ میں کام کر رہے ہیں اور ان کی نہایت خفیہ طریق پر نگرانی شروع کر دی۔ ان کی مدد کے لئے زائنسٹ لابی یعنی یہودی لوگ ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ ان کی خواہش یہ تھی کہ عرب ممالک کو یہ تکنیک حاصل نہ ہو۔ اسی تعاون نے سب سے پہلے جس شخص کو عربوں کے لئے اس تکنیک کی فراہمی کا ذمہ دار قرار دیا۔ وہ ڈاکٹر حلمی تھے اور ان خفیہ ایجنسیوں نے سازش کر کے ان پر مقدمہ چلوا دیا اور وہ چار سال کی سزا بھگتنے کے لئے جیل چلے گئے۔
ایک اور سوال جس کا بعض حلقوں میں اظہار کیا جا رہا ہے یہ ہے کہ اسرائیل کو اپنے قاہرہ کے سفارت خانے سے اس بات کا پتہ چلا تھا کہ ڈاکٹر حلمی یہ تکنیک عرب ممالک کو فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ قاہرہ کے اسرائیلی سفارت خانے سے یہ معلوم ہو جانے کے بعد انہوں نے امریکہ کی انتظامیہ سے تعلق پیدا کیا اور اس تعلق کی بنا ان کا ۱۹۸۳ء کا واشنگٹن اور تل ابیب کا معاہدہ تھا چنانچہ اس معاہدے کے مطابق جب انہیں اطلاع ملی کہ ڈاکٹر عبدالقادر حلمی اس تکنیک کو عرب ممالک تک پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں تو انہیں حراست میں لے کر ان پر مقدمہ چلایا گیا۔

فٹ بال ورلڈ کپ

فٹ بال ورلڈ کپ اٹلی میں شروع ہو چکا ہے اور اٹلی کی پولیس فورس آج کل اس بات میں ہمہ تن مصروف ہے کہ مختلف ممالک سے آنے والے فٹ بال کے غنڈوں (یعنی وہ لوگ جو فٹ بال کے میچ کے دوران اپنی ٹیم کو ہارتا دیکھ کر یا دوسری ٹیم کو بہتر پوزیشن میں پا کر ہلہ گلہ کرتے ہیں اور اس طرح فضا کو بھی خراب کرتے ہیں اور کھیلوں کا مزا بھی کرکرا کر دینے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے) کا توڑ سوچا جائے۔

یہ ورلڈ کپ گذشتہ ۶۰ سال سے کھیلا جا رہا ہے لیکن اس دفعہ اس موقع پر گڑبڑ کے امکانات سب سے زیادہ ہیں۔ خاص طور پر انگریز غنڈے جب برطانیہ اور ہالینڈ کے درمیان میچ ہو گا اس وقت وہ اپنے کارہائے نمایاں دکھانا چاہتے ہیں۔ یہ میچز اٹلی کے جزیرے سارڈینیا میں منعقد ہوں گے۔ بعض پولیس افسروں کا خیال ہے کہ زیادہ تر ہجوم کو تنگ کرنے والے تشدد پسند لوگ اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ اور اسی لئے اٹلی کی پولیس تشدد اور غنڈہ گردی دونوں کے انسداد کے لئے تیاری کر رہی ہے۔ پولیس افسروں کا کہنا ہے کہ اگر ہم دونوں باتوں کو نظر میں نہ رکھیں تو یہ ہماری حماقت ہو گی۔ اگرچہ ابھی تک خفیہ رپورٹوں میں کسی جگہ سے اس بات کی اطلاع نہیں ملی کہ تشدد اور غنڈہ گردی کے پروگرام بن رہے ہیں۔ اور اس کے علاوہ مشرق اور مغرب کے تعلقات بہتر ہو جانے کی وجہ سے اور اسی طرح عربوں کے اور مغرب کے تعلقات بہتر ہو جانے کے باعث شرارت کا امکان کم ہو گیا ہے۔ کچھ بھی ہو پولیس کا کہنا ہے کہ ہم اپنے انتظامات میں کوئی کمی نہیں رہنے دیں گے۔ کیونکہ ورلڈ کپ ایک ایسا موقعہ ہے کہ جہاں بہت سے خبطی لوگ اپنی کارکردگی سے لوگوں کو متاثر کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ ایسے موقع پر کئے گئے جرم کو ساری دنیا میں شہرت مل سکتی ہے۔ اس لئے بھی بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال آ سکتا ہے کہ کچھ نہ کچھ کر ہی دیا جائے۔ اس سے پہلے میونخ میں حالات بے قابو ہو گئے تھے۔

پولیس نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ خاص طور پر ٹیموں کی حفاظت کے انتظامات میں مصروف ہیں۔ اگرچہ وہ ان تیاریوں کے متعلق کوئی بات بتانے کے لئے تیار نہیں اور ان سب امور کو ایک بہت بڑے راز کی طرح خفیہ رکھا جا رہا ہے۔ لیکن بہر حال یہ بات تو ہر شخص کے دیکھنے میں آ رہی ہے کہ پولیس کی نفری میں اضافہ بھی کیا جا رہا ہے۔ اور انہیں خاص قسم کی تربیت بھی دی جا رہی ہے۔ اس موقعے پر ۳,۰۰۰ پولیس کی نفری حفاظت کا نظام سنبھالے گی جو انگریزوں کو دوسروں سے الگ رکھنے کی کوشش کرے گی اور ۲۵,۰۰۰ ایسی پولیس ہو گی جو گشت کر کے اپنے وجود کے ظاہر کرنے سے لوگوں کو جرائم سے روکے گی۔ خیال یہ ہے کہ اس موقعے پر پولیس کی کل نفری ۳۰,۰۰۰ ہو گی۔

جیب کترے نہایت خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں خاص طور پر اس لئے بھی کہ ٹریفک زیادہ ہونے کی وجہ سے لمبے وقفوں کے لئے گاڑیوں کو ٹھہرنا پڑے گا۔

جو لوگ یہ ورلڈ کپ دیکھنے جائیں گے انہیں ہر چیز کی قیمت معمول سے زیادہ ادا کرنی پڑے گی۔ لیکن جو شخص بھی کسی دوسرے ملک میں جاتا ہے وہ اس کے ساتھ تعلق رکھنے والی خاص باتوں سے محظوظ ہونے کے لئے زیادہ قیمت دینے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اس موقعے پر ۳۰ لاکھ افراد کے اٹلی آنے کا امکان ہے۔ ویسے بھی چونکہ یہاں پوپ کی سلطنت ویٹیکن موجود ہے بہت سے عیسائی اسے دیکھنے آئیں گے۔

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ایک تحریر

مجھے اُردو زبان سے طبعاً محبت ہے اسلئے قدرتی بات ہے کہ جو غیر ملکی زبانیں میں جانتا ہوں ان میں کوئی زیادہ اچھی کتاب میرے مطالعہ میں آئے تو میرا دل چاہتا ہے وہ اُردو میں منتقل ہو جائے تاکہ ایک طرف جو اُردو دان لوگ اُس غیر ملکی زبان سے ناواقف ہوں وہ اس سے مستفید ہو سکیں اور دوسری طرف اس سے اُردو ادب میں اضافہ ہو۔ چنانچہ میں نے انگریزی ناول وائف آف مارٹن گیئر پڑھا تو مجھے بہت پسند آیا۔ اس پر میری خواہش ہوئی کہ میں کسی ایسے ادیب کو اس کا ترجمہ اُردو میں کرنے کی تحریک کروں جو نہ صرف اُردو انگریزی پر کامل عبور رکھتا ہو۔ بلکہ خود بھی ایک اچھا افسانہ نگار ہو اس سلسلہ میں بعض ادباء کے نام بھی میرے ذہن میں آگئے۔

مجھے خوشی ہے کہ میری تحریک پر محترم عبدالرشید تبسم نے اس انگریزی ناول کا ترجمہ اُردو میں کر دیا۔ تبسم صاحب ایک بلند پایہ شاعر کامیاب مترجم اور بہترین افسانہ نگار ہیں۔ آپ کے طبع زاد افسانوں کا ایک مجموعہ "دوست اور دشمن" کے نام سے چھپ کر قبولیتِ عامہ کی سند حاصل کر چکا ہے میں نے یہ ترجمہ شروع سے لیکر آخر تک توجہ سے پڑھا ہے اور بعض مقامات پر اصل انگریزی متن اور ترجمے کا مقابلہ بھی کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ تبسم صاحب نے اس ترجمے پر بڑی محنت کی ہے اور وہ اپنے ترجمے میں اصل متن کا زور اور گرفت برقرار رکھنے میں قابلِ ستائش حد تک کامیاب رہے ہیں۔ اس پر میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں مجھے یقین ہے کہ اردو دان حضرات اس کتاب کی قدر کریں گے اور بڑے شوق سے پڑھیں گے۔

(منقول از حقیقت یا فریب صفحہ ۸۔ ترجمہ وائف آف مارٹن گیئر)

بچوں کے لئے اسہال کی بیماری مہلک ثابت ہو سکتی ہے ، اس بیماری میں انہیں نمکول (O.R.S) ضرور دیجئے ، ماں کا دودھ بھی جاری رکھیں اور چار ماہ سے زائد عمر کے بچوں کو ہلکی نرم غذا بھی دیتے رہیں ، یہ بات اپنے ماحول میں سب کو بتائیں ۔

یاد رفتگاں

مولانا محمد منور صاحب

محترم چوہدری رشید احمد سرور صاحب

۱۹۶۱ء میں تنزانیہ مشن کے الگ قیام کے بعد جو نئے مربیان سلسلہ وہاں بھجوائے گئے ان میں چوہدری رشید احمد صاحب سرور بھی تھے۔ وہ پہلے یہاں مربی کے طور پر کام کرتے رہے تھے۔ تنزانیہ پہنچنے کے بعد انہیں ٹبورا میں تعینات کیا گیا۔ انہوں نے جلد ہی سواحیلی زبان سیکھ لی اور شہر اور دیہات میں جماعتوں سے رابطہ استوار کر لیا۔

ٹبورا سے بیس میل باہر ہم نے ایک پرائمری سکول کے اجراء کا فیصلہ کیا۔ مکرم سرور صاحب اس کام کے عملی نگران تھے۔ بہت سے مقامی دوست ان کی امداد کے لئے تیار تھے۔ انہوں نے درخت کاٹے۔ زمین صاف کی اور جب تعمیر کا کام شروع ہوا تو برادرم سرور صاحب نے مقامی احباب سے مل کر اس کام میں حصہ لیا۔ جب نچلے حصے کا کام مکمل ہو گیا تو چھت پر لوہے کی چادریں ڈالنے کا فریضہ سرور صاحب نے خود ادا کیا۔

سرور صاحب کو اس کام کا تجربہ نہیں تھا لیکن خدمت کے جذبہ سے سرشار ہونے کی وجہ سے انہوں نے یہ کام بخوبی تکمیل تک پہنچایا۔ مقامی احباب نے تعجب سے بتایا کہ کبھی کبھار جب وہ نیچے گر جاتے تو زخموں کو سہلائے یا سستائے بغیر وہ پھر اپنی جگہ پر جا بیٹھتے اور ہتھوڑی اور میخوں سے چادریں باہم پیوست کرنا شروع کر دیتے۔

سکول کا کام ختم ہوا تو ٹانگا شہر میں خانۂ خدا کی تعمیر کا پروگرام بن گیا۔ محترم چوہدری مختار احمد صاحب ایاز صدر جماعت احمدیہ ٹانگا نے اس غرض کے لئے ایک موزوں قطعہ زمین حکومت سے حاصل کیا تھا۔ ٹاؤن کمیٹی نے مجھے لکھا کہ آپ جلد از جلد ایک لاکھ شلنگ کی خوبصورت عمارت تعمیر کریں جو ٹانگا شہر کے لئے زینت کا موجب ہو۔ ہمارے پاس اس قدر رقم موجود نہیں تھی۔ میں نے جواب دیا کہ اگر پچاس ہزار شلنگ تک خرچ کی اجازت دے دیں تو کام شروع ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اسے منظور کر لیا۔

میں نے احباب جماعت سے اپیل کی کہ کم از کم ایک ماہ کی تنخواہ اس مد میں پیش کریں۔ خود بھی اس پر عمل کیا اور نقشوں کی تیاری کا کام شروع ہو گیا۔ کام کی نگرانی کے لئے میں نے مولانا سرور صاحب کو ٹبورا سے ٹانگا تبدیل کر دیا۔ ایک اور دوست چوہدری محمد علی صاحب جو نئے نئے جماعت میں شامل ہوئے تھے اور تعمیراتی کاموں کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ دارالسلام سے ٹانگا بھجوا دئے گئے۔ سپلائی کا کام برادرم سرور صاحب کے سپرد تھا۔

جب انہوں نے ٹانگا شہر کے دکانداروں سے سامان ادھار دینے کے لئے کہا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ سرور صاحب نے صورتِ احوال سے مجھے مطلع کیا۔ اس وقت تک پچیس ہزار شلنگ جمع ہو چکے تھے۔ میں نے انہیں پانچ ہزار شلنگ کا چیک بھجوایا اور سامان نقد خریدنے کے لئے کہا۔ نیز لکھا کہ حساب مجھے بھجوا کر مزید چیک طلب کر لیا کریں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں سامان ارزاں اور دل پسند ملنا شروع ہو گیا۔

جب دکانداروں نے دیکھا کہ کام شروع ہو گیا ہے اور مختلف دکانوں سے حسب منشاء سامان خریدا جا رہا ہے تو انہوں نے خود بخود حساب کھلوانے کی پیشکش کی اور ہم نے اسے فوراً قبول کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ خانۂ خدا اور مشن ہاؤس مکمل ہو گئے اور ایک لاکھ شلنگ سے زائد ہم نے ان کی تعمیر پر صرف کیا اور تمام دکانداروں کا حساب بے باق کر دیا گیا۔

ٹانگا شہر بھی ساحل سمندر پر واقع ہے اور وہاں دن خوب گرم ہوتا ہے برادرم سرور صاحب سامان کی خریداری کے دوران ایک دکان میں بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ دکان والوں نے ان کو ہسپتال پہنچا دیا۔ ہوش میں آئے تو پھر اپنے کام میں منہمک ہو گئے۔ سامان کی فراہمی سے فرصت ہوتی تو بڑے بڑے سیمنٹ اور روڑی کے بلاک اٹھا کر

باقی صٹ پر

سعید احمد اعجاز

کیلے کے فوائد

کیلا ایک کثیر الفوائد پھل ہے۔ یہ معدنیات اور حیاتین ا، ب اور ج (C) سے بھرپور ہے۔ یہ اپنے اندر دل کیلئے پوٹاشیم اور ہڈیوں کے لئے کیلشیم کی وافر مقدار رکھتا ہے۔

کیلے میں سوڈیم نہایت خفیف اور کولیسٹرول بالکل نہیں ہوتا۔ جن مریضوں کو نمک کی ممانعت ہے وہ کیلے کا استعمال بے خطر کر سکتے ہیں۔ کیلے کا ملک شیک شہد ملا کر دل کی طاقت کیلئے سود مند ہے۔ اس کا استعمال معدے کے السر میں اچھا ہونے کے ساتھ ساتھ غذائیت بھی بہم پہنچاتا ہے۔ یہ گرمی کو دور کرتا ہے۔ پیاس بجھاتا اور ٹانک کا کام کرتا ہے یہ لیکوریا کیلئے شفا بخش اور ماہواری خون کی زیادتی میں مفید ہے۔

اگر پیٹ میں گیس کی شکایت ہو تو کیلا بطور غذا لینا چاہیے۔ یہ دماغی تکان میں سکون بخش ہے۔ بیماری سے اٹھنے کے بعد صحت پذیری کے دوران ٹانک کا کام کرتا ہے۔ خصوصاً جب اسے شہد کے ساتھ پھینٹ لیا جائے۔ خون کی کمی، جگر کی خرابی اور قبض کی صورت میں فائدہ بخش ہے۔

یہ معدنیات اور کیلشیم سے بھرپور ہونے کے باعث RICKETS یعنی ہڈیوں کے نرم اور ٹیڑھا میڑھا ہونے کی بیماری میں نہایت شفا بخش اثرات کا حامل پایا گیا ہے۔ جس کا ہاضمہ کمزور ہو وہ دن بھر میں دو کیلے لیموں کا رس نچوڑ کر کھائے۔ پکے ہوئے کیلے اسہال میں شفا بخش ثابت ہوتے ہیں۔ بچوں کو پھینٹ کر کھلانے چاہئیں کیلے سکون بخشی کا کام بھی کرتے ہیں۔

پکے ہوئے کیلے کی چھال جلی ہوئی جلد پر لگانے سے چھالے نہیں اٹھتے اور جلد ہی آرام محسوس ہونے لگتا ہے کیلوں کو کچل کر بطور مرہم پھنسیوں اور کیلوں مہاسوں پر لگائیے۔ پک کر پیپ نکل جائے گی اور جلد ہی اندمال شروع ہو جائے گا۔ کیلوں اور مہاسوں کے داغ دور کرنے کیلئے عرق گلاب کے ساتھ کیلے کی کریم سی بنالیں اور چہرے پر لگا دیں۔ کچھ دیر لگا رہنے دیں پھر پانی سے

باقی صٹ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرید احمد تبسم ۔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

کاغذ کی ابتداء کیسے ہوئی؟

کاغذ سے تو ہر کوئی واقف ہے آپ کے ہاتھ میں الفضل کا جو پرچہ ہے یہ بھی کاغذ ہے یوں دیکھا جائے تو کاغذ کتنی عام سی چیز ہے۔ لیکن جناب ذرا غور کیجئے کہ آج اگر کسی وجہ سے کاغذ دنیا سے مفقود ہو جائے تو کیا ہوگا؟ اخبارات و رسائل۔ کتب۔ کرنسی نوٹ۔ ڈاک کے ٹکٹ اور لفافے اور کاغذ سے بنی ہوئی بے شمار اشیاء کے بغیر کس طرح گذارا ہوگا؟۔ آپ نے اگر ارادہ کیا کہ میں اپنے کسی دوست عزیز کو خط لکھوں تو کس چیز پر لکھیں گے؟ صرف کاغذ نہ ہونے کی وجہ سے کیسی افراتفری مچے گی۔ اصل بات یہ ہے کہ کاغذ اب ہماری روزمرّہ کی ضروریات میں اتنا اہم رول ادا کر رہا ہے کہ اس کے بغیر ہمارا گذارا ممکن نہیں۔

موجودہ دور میں جب ہم کاغذ کی افادیت واہمیت کو سراہتے ہوئے زمانۂ قدیم کی طرف نظر دوڑاتے ہیں جب ابھی کاغذ ایجاد نہیں ہوا تھا تو سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ آخر وہ لوگ کیا کرتے ہونگے؟ لکھنے پڑھنے کے لئے انہیں کسقدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہوگا؟ آج ہم آپ کو کاغذ کی داستان سناتے ہیں کہ اس کی ضرورت کب اور کیوں محسوس ہوئی؟ اور یہ کون کونسی منازل طے کرتا ہوا ہمارے پاس پہنچا ہے۔

ابتدائی انسائیکلوپیڈیا جلد اوّل میں زیرِ عنوان "کاغذ" لکھا ہے کہ کاغذ کی ایجاد سے پہلے لوگوں نے لکھنا پڑھنا شروع کر دیا تھا گو اُس زمانے کے رسم الخط عجیب اور بڑے مشکل ہوتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود قدیم زمانے کے انسانوں نے اپنے خیالات کا اظہار تحریر کی صورت میں آنے کا طریقہ ایجاد کر لیا تھا۔ کاغذ کے بغیر اس مشکل کا حل انھوں نے یوں نکالا کہ درختوں کی چھال یا جانوروں کی کھال پر لکھنے لگے۔ چھال پر لکھنا بہت مشکل تھا۔ پھر چھال کو موسم کی شدت سے محفوظ رکھنا بھی محال تھا۔ دوسری طرف کھال کے سلسلے میں سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ کچھ عرصے کے بعد کھال خشک ہو کر خراب ہو جاتی اور اس کے ساتھ ہی تحریر بھی۔ چھال اور کھال کے علاوہ مٹی اور پتھر کی سلیں بھی استعمال ہوتی تھیں لیکن انہیں بھی عام استعمال میں نہیں لایا جاسکتا تھا۔

کاغذ سے ملتی جلتی چیز سب سے پہلے اہلِ مصر نے آج سے چار ہزار سال پہلے ایجاد کی یہ کاغذ تو نہیں تھا لیکن کاغذ کی جگہ اسے استعمال کیا جاسکتا تھا۔ اسے پپائرس (PAPYRUS) کہتے تھے۔ کاغذ کیلئے انگریزی لفظ (PAPER) اسی پپائرس سے بنا ہے۔ پپائرس ایک پودے کا نام تھا جس کی چھال سے لکھنے کیلئے کاغذ نما چیز بناتے تھے۔ پودے کی رعایت سے اس چیز کا نام بھی پپائرس مشہور ہو گیا۔ لکھنے کے لئے یہ چیز کھالوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ بہتر تھی۔

پپائرس کی ایجاد مصریوں کا بہت بڑا کارنامہ تھا۔ اس زمانے کی بہت سی یادداشتیں اور بہت سی تحریریں اسی پر لکھی گئیں۔ قدیم مصری مقبروں (اہرام) میں سے ایسی کئی نادر یادداشتیں ملی ہیں۔ ان کے مطالعے سے ماہرین کو بہت سی قیمتی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ چار ہزار سال گذر جانے کے باوجود ابھی ان کا کچھ نہیں بگڑا۔

پپائرس کی ایجاد کے ساتھ ہی مصر میں اس کی صنعت کو بے حد ترقی ملی۔ چنانچہ اس زمانے میں اہلِ مصر نہ صرف اپنی ملکی ضروریات کے لئے پپائرس تیار کر لیا کرتے تھے بلکہ مشرقی بحیرۂ روم کے دوسرے ملکوں کو بھی برآمد کرتے تھے صدیوں تک پپائرس بنانے کا طریقہ صرف مصریوں تک محدود رہا۔ پھر جب رومیوں نے مصر کو فتح کر لیا تو انہیں اس کی ترکیب کا پتا چلا۔ روم میں اس وقت ابھی کھالوں ہی پر لکھنے کا رواج تھا۔ فتحِ مصر کے بعد پپائرس بنانے کی صنعت روم میں بھی پہنچ گئی لیکن اس کے لئے خام مال یعنی پپائرس کی چھال مصر ہی سے منگوانی پڑتی تھی، کیونکہ پپائرس کا پودا مصر ہی میں اگتا تھا۔

موجودہ قسم کا کاغذ ایجاد کرنے کا سہرا اہلِ چین کے سر ہے۔ انہوں نے ۱۹۰۰ سال پہلے باقاعدہ طور پر کاغذ تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن کاغذ تیار کرنے کا طریقہ انہوں نے صدیوں تک دوسری قوموں سے چھپائے رکھا۔ چینیوں کا کاغذ بنانے کا طریقہ دو ہزار سال پہلے بھی وہی تھا جو آج کل دنیا بھر میں رائج ہے فرق صرف یہ ہے کہ اس وقت کاغذ ہاتھ سے بنایا جاتا تھا اور آج کل یہ کام مشینیں کرتی ہیں۔

اہلِ چین کپڑے کے بیکار چیتھڑوں ریشم کے بچے کھچے ریشوں پرالی اور شہتوت کی چھال سے کاغذ تیار کرتے تھے۔ فالتو اور بیکار چیزوں کو استعمال میں لانے کا یہ بہترین طریقہ تھا۔ ورنہ دوسری صورت میں یہ چیزیں ضائع جاتی تھیں۔ کاغذ بنانے کے لئے ان چیزوں کو پانی میں ڈال کر خوب ابالا اور پکایا جاتا تھا — حتیٰ کہ سب کچھ گل کر ایک پتلے سے لیسدار مادے کی شکل اختیار کر لیتا۔ یہ مادہ بڑے بڑے ڈرموں میں بھر لیا جاتا۔ اس کے بعد دوسرا مرحلہ شروع ہوتا۔ کاغذ بنانے کا سانچہ اصل میں بانس کی لکڑی کا بنا ہوا ایک فریم سا ہوتا جس کے اندر ریشم یا کسی اور چیز کی ایک باریک سی سکرین (جالی) لگی ہوتی ہے۔ کاغذ بنانے والا کاریگر اس فریم نما سانچے کو تیار شدہ مادے کے ڈرم میں ڈبو کر جب باہر نکالتا تو سکرین میں سے مادے کا پانی واپس ڈرم میں گر جاتا اور باقی مواد سکرین کے اوپر رہ جاتا۔ اسے دھوپ میں خشک کر کے سکرین پر سے اتار لیا جاتا اور اس کے بعد ہموار سلوں کے نیچے رکھ کر پریس (PRESS) کر لیا جاتا۔ پس کاغذ تیار ہو جاتا۔

صدیوں تک اہلِ چین اس طریقے سے کاغذ تیار کرتے رہے۔ مگر اُنہوں نے اس عرصے میں غیر ملکی لوگوں کو اس طریقے کی ہوا بھی نہ لگنے دی۔ ۷۰۳ء میں عربوں نے چینیوں کے ایک شہر سمرقند کو فتح کیا تو وہاں کاغذ بنانے کا ایک کارخانہ بھی ملا۔ اس طرح عربوں کو کاغذ بنانے کے فن کا علم ہوا۔ عربوں نے اس فن میں گہری دلچسپی لی اور اسے بڑی ترقی دی۔ عربوں کے ذریعے ہی یہ فن افریقہ، ایشیا اور یورپ میں پھیلا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ ساری دنیا میں رواج پا گیا۔ ۱۲۲۰ء کے قریب مراکش میں کاغذ بنانے کا ایک بڑا کارخانہ قائم کیا گیا۔ شمالی افریقہ کے مختلف حصّوں سے اونٹوں کے قافلے اس کارخانے کیلئے خام مال یعنی کپڑوں کے چیتھڑے وغیرہ اکٹھے کر کے مراکش لاتے جن سے لکھنے کے لئے اعلیٰ قسم کا کاغذ تیار کیا جاتا تھا۔ مراکش میں اس وقت تیار ہونے والا کاغذ معیار کے لحاظ سے آج کل کے کاغذ سے کمتر نہ تھا۔ مراکش کے علاوہ مسلمانوں نے اپنے زیرِ نگیں دوسرے ممالک مثلاً سپین اور سسلی وغیرہ میں اس صنعت کو بڑی ترقی دی اور وہاں کاغذ بنانے کے کارخانے قائم کئے۔

کاغذ کی ایجاد کے کافی عرصے بعد تک اس کی پیداوار بہت کم رہی چونکہ سارا کام ہاتھ سے کرنا پڑتا تھا۔ اسلئے ایک ایک کاغذ کی تیاری پر بہت محنت کرنی اور بہت وقت صرف کرنا پڑتا تھا۔ کاغذ کی پیداوار محدود تھی اس لئے اس کی قیمت بھی بہت زیادہ ہوتی تھی۔ چنانچہ کاغذ کا استعمال امراء تک ہی محدود رہا۔

۱۷۹۹ء میں ایک فرانسیسی لوئی رابرٹ نے ایک ایسی مشین ایجاد کی جس کے ذریعے کم وقت میں زیادہ کاغذ تیار کیا جاسکتا تھا۔ یہ مشین ایک وقت میں بارہ فٹ چوڑا اور پچاس فٹ لمبا کاغذ تیار کر سکتی تھی۔ اس کے باوجود کاغذ کی قلت کا مسئلہ حل نہ ہوا۔ کیونکہ ایک تو اس مشین کی کارکردگی محدود سی تھی۔ دوسرے خام مال یعنی کپڑوں کے چیتھڑوں کی قلت اس راہ میں حائل ہوئی اور کاغذ کی پیداوار میں ضرورت کے مطابق اضافہ نہ ہو سکا۔ آخر ۱۸۴۵ء میں ایک جرمن موجد فریڈرک کیلر نے اس مشکل کا حل دریافت کر لیا۔ کیلر ایک عرصے سے کاغذ بنانے کے مختلف طریقوں پر تحقیقات کر رہا تھا۔ اس تحقیقات کے دوران اسے پتہ چلا کہ لکڑی سے بھی بڑا اچھا کاغذ تیار کیا جاسکتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ کپڑوں کے چیتھڑوں کے مقابلے میں لکڑی کہیں وافر مقدار میں حاصل کی جاسکتی تھی۔ چنانچہ خام مال کی قلت کا مسئلہ ختم ہو گیا اور کاغذ کی پیداوار میں سینکڑوں گنا اضافہ ہو گیا۔ آہستہ آہستہ مشینیں بہتر سے بہتر ہوتی چلی گئیں اور آج کل تو بعض مشینیں اتنی تیز ہیں کہ دو ہزار فٹ فی منٹ کے حساب سے کاغذ تیار کر سکتی ہیں۔

موجودہ زمانے میں زیادہ تر کاغذ لکڑی ہی سے تیار کیا جاتا ہے لیکن اس کے علاوہ ردّی کاغذات، کپڑوں کے چیتھڑوں، کپاس، بھوسہ اور بعض پودوں کی چھال اور تنوں وغیرہ سے بھی کاغذ بنایا جاتا ہے۔ البتہ بہترین

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور احمد ۔ بی ۔ ایس سی

کیلکولیٹر

زمانہ قدیم میں انسان حصول علم ریاضی اور دیگر حساب کتاب کے کاموں کے لئے مکمل طور پر اپنے ذہن سے کام لیتا تھا۔ لیکن جوں جوں سائنس نے ترقی کی اور جدید مشینری معرض وجود میں آتی گئی انسان کا ذہن جدید آلات کا محتاج ہوتا گیا۔ پرانے وقتوں کے لوگ بہت بڑی بڑی رقوم زبانی اپنے ذہن کو استعمال میں لاکر حل کر لیتے تھے۔ لیکن بیسویں صدی میں سائنس کی ترقی کی بدولت انسان کو بہت کچھ مشینری کی صورت میں ملا جس میں کیلکولیٹر کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ اور اب ریاضی کے تمام علوم اس پر انحصار کرتے ہیں اور ہمارا ذہن بھی کیلکولیٹر کا محتاج ہو کر رہ گیا ہے۔

دنیا میں کیلکولیٹر کی ایجاد میں سب سے اہم مقام جاپان کو حاصل ہے کیونکہ جاپان ایک واحد ملک ہے جس نے الیکٹرانک اشیاء کی ایجاد کے میدان میں تقریباً تمام ممالک کو شکست دے رکھی ہے۔ آج کے دور میں جتنے بھی جدید اور کارآمد کیلکولیٹر دیکھنے میں آئیں گے ان سب کا تعلق جاپان سے ہو گا۔ وہاں کیلکولیٹر اس طرح وافر مقدار میں بنتے ہیں جیسے پاکستان میں کھیلوں کا سامان بنتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بہت بڑھ کر۔ دور جدید میں حساب کتاب کے میدان میں کیلکولیٹر جان کی حیثیت رکھتا ہے یعنی کاروباری فرمیں، بنک، مالیاتی ادارے دوکاندار، کارخانہ دار غرض جانچ پڑتال کے تمام شعبہ جات میں اس کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اس کی مدد کے بغیر کوئی بھی شعبہ اپنے وقت کو بچانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بہت طویل اعداد و شمار کی جمع تفریق آج کے دور میں زبانی طور پر بالکل ناممکن ہے۔ اور موجودہ دور اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اگر انسان نے ترقی کی دوڑ میں حصہ لینا ہے تو جدید ٹیکنالوجی اور جدید مشینری کی مدد حاصل کرے کیونکہ اس کی مدد حاصل کئے بغیر انسان کسی صورت میں بھی ترقی نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی وہ وقت بچانے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

اگر ہم ایک بہت بڑے اور لمبے اعداد و شمار کو زبانی طور پر حل کرنا شروع کریں تو دو قسم کے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اوّل یہ کہ وقت جو موجودہ دور کا بہت قیمتی سرمایہ ہے اس کا ضیاع ہوتا ہے۔ دوسرے حساب کتاب میں غلطی پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ ایک لمبے اعداد و شمار میں اکثر یہ غلطی ہونے کا ڈر ہوتا ہے کہ کوئی رقم چھوٹ نہ جائے یا دُہری دفعہ نہ شامل ہو جائے۔

اب میں جدید اور سائنسی کیلکولیٹر کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ موجودہ دور میں سائنس کی ترقی کی بدولت کیلکولیٹر میں ایسا نظام فٹ کر دیا گیا ہے کہ تمام کے تمام سائنسی فارمولے جو ہمیں زبانی طور پر یاد رکھنے پڑتے تھے۔ کیلکولیٹر کے اندر پہلے سے ہی موجود ہوتے ہیں۔ ہم فارمولا ON کر کے اعداد و شمار کیلکولیٹر کو مہیا کرتے ہیں بعد میں اپنی ضرورت کے مطابق ہر ایک شے کا جواب حاصل کر لیتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ایک ایسا کیلکولیٹر آچکا ہے جس کے اندر اندراج شدہ فارمولوں کے علاوہ ایسے پروگرام بھی موجود ہوتے ہیں جن میں ہم اپنی مرضی کے مطابق کوئی بھی فارمولا داخل کر سکتے ہیں اور اپنا مقصد بغیر اپنے ذہن کو استعمال کئے حاصل کر سکتے ہیں۔ پھر ایک ایسا کیلکولیٹر ایجاد ہو چکا ہے جس کے اندر ہم اپنی مرضی سے انگریزی کے پونے سات سو کے قریب الفاظ کا اندراج بھی کر سکتے ہیں۔ اور یہ کیلکولیٹر باقاعدہ ایڈریس بک کا کام دیتا ہے۔ یعنی اگر ہم بہت سارے اپنے دوستوں کے ایڈریس پروگرام میں داخل کر دیں تو وہ باقاعدہ محفوظ رہیں گے۔ چاہے ہم کیلکولیٹر کو OFF کر دیں یا ON رکھ کر کوئی اور عمل کرتے رہیں۔ اس میں ہر پروگرام اس وقت تک محفوظ رہتا ہے جب تک کہ ہم خود اس کو ختم نہ کریں یہ خود بخود ختم نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر پروگرام کو داخل کرنے یا نکالنے کا باقاعدہ خاص طریقہ ہوتا ہے جس کو استعمال کر کے ہم کوئی بھی پروگرام داخل کر سکتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق نکال بھی سکتے ہیں۔

مجھے یقین ہے ایسے تمام طلباء جو کہ ریاضی، شماریات اور فزکس کے طالب علم ہیں وہ میری تمام باتوں کی تصدیق کریں گے۔ اور اس کے علاوہ بہت سے طالب علم ایسے کیلکولیٹر بھی استعمال کر رہے ہوں گے جن میں پروگرام کا اندراج ہو سکتا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ شماریات کے لئے ایسے کیلکولیٹر کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

بقیہ: ص ۳ سے آگے

کہتے ہیں کہ آج سے ۲۰۰۰ سال قبل لوگ جنگلی جانوروں سے لڑائی کے منظر بادشاہوں کو خوش کرنے کے لئے پیش کیا کرتے تھے۔ اب یہاں پہلے راؤنڈ میں اٹلی، آسٹریا، امریکہ اور چیکوسلواکیہ کے درمیان مقابلے ہوں گے۔ یہ مقابلے اس سٹیڈیم میں ہو رہے ہیں جو ۱۹۶۰ء میں اولمپک گیمز کے لئے بنایا گیا تھا۔ جہاں تک ماحول کا تعلق ہے اس سٹیڈیم کے اندر تو بے شک یہ محسوس ہو گا کہ ہم لوگ بیسویں صدی میں زندگی گذار رہے ہیں۔ لیکن اس سٹیڈیم کے باہر وہی پرانی چیزیں نظر آئیں گی جس سے بیسویں صدی کا تصور نہیں ابھر سکتا۔ روم کی پرانی عمارتوں کے کھنڈرات وہاں پر فوارے اور چھوٹی چھوٹی پرانی طرز کی گلیاں۔ انیسویں صدی کے محلات جن میں اب بنک اور حکومت کے دفتر ہیں اور ان میں ۳۰ کے قریب پرانی ساعت کے گرجے ہیں۔ یہ سٹیڈیم شہر سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ لیکن روم میں اتنا فاصلہ طے کرنا بھی کوئی آسان کام نہیں کیونکہ اٹلی کے لوگ بہت تیز گاڑی چلاتے ہیں اور غالباً یورپ بھر میں سب سے زیادہ لاپرواہ قسم کے لوگ ہیں۔ نہ انہیں ٹریفک کی بتیوں کا احساس ہے اور نہ ہی یک طرفہ ٹریفک کا۔ اور جہاں تک پارکنگ کا سوال ہے یہ سڑک کے دونوں طرف پارک کر دیتے ہیں اور اس طرح کھلی سڑکیں بھی تنگ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ لوگوں کے لئے سڑکوں پر پیدل ایک طرف سے دوسری طرف جانا بھی آسان کام نہیں ہے۔ اس لئے کہ کسی کو یہ احساس نہیں کہ پیدل چلنے والوں کا احترام کیا جائے اور گاڑی کو کچھ دیر تک روک کے انہیں گذر جانے دیا جائے۔ اگرچہ سڑکوں پر تشدد آمیز جرائم بہت کم ہیں لیکن پھر بھی کسی حد تک چھیڑ چھاڑ جاری رہتی ہے۔ ایک اور بات جو تکلیف دہ ہے وہ ہے خانہ بدوشوں کی اکثریت۔ وہ نہایت کثرت سے ادھر ادھر پھرتے ملیں گے حتیٰ کہ گاڑیوں میں سوار ہو جائیں گے۔ اور راہ گیروں سے بخشیش طلب کریں گے۔ کہتے ہیں کہ روم کے لوگ اجنبی لوگوں سے کوئی اچھا سلوک نہیں کرتے۔ وہ ان کے ساتھ درشتی سے پیش آتے ہیں اور وہاں کے ہوٹل اور ریسٹورنٹ بھی اجنبی دیکھ کر زیادہ پیسے وصول کر لیتے ہیں حالانکہ جو خدمات وہ انجام دیتے ہیں وہ نہایت ناقص قسم کی ہیں۔ روم میں اٹلی کے شمال اور وسطی علاقے کی طرح کھانے کی زیادہ مناسب جگہیں بھی نہیں ہیں اور رقم بھی زیادہ ادا کرنی پڑتی ہے۔ البتہ ایک بات ایسی ہے جو اٹلی کی ساری خامیوں پر پردہ ڈال دیتی ہے وہ ہے روم کی آئس کریم۔ بے شمار جگہوں پر آئس کریم کی دکانیں ملتی ہیں اور آئس کریم بھی مختلف رنگوں اور مختلف ذائقوں میں دستیاب ہوتی ہے۔ اگر سڑک کے کنارے کھڑے ہو کر آئس کریم کھائی جائے تو پھر کیفے یا بار میں کھانے سے نصف قیمت پر مل سکتی ہے۔ لیکن بار یا کیفے میں جا کر کھانے کا جو لطف ہے اور جہاں یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ دنیا بھر کی سیر کر رہے ہیں۔ اس کا کہنا ہی کیا ہے۔ بہر حال یہ فٹ بال ورلڈ کپ اٹلی میں شروع ہے اور دیکھیں کون کون کہاں کہاں سے یہ ٹورنامنٹ دیکھنے جاتا ہے۔

پرانی کاریں

پام بیچ فلوریڈا میں حال ہی میں پرانی کاروں کی نیلامی ہوئی ہے۔ ایک رولز رائس جو ۱۹۰۷ء کی تھی اور جو شروع میں راک فیلر خاندان کے پاس تھی وہ ۲۸ لاکھ ڈالر سے کسی قدر زیادہ رقم میں بکی۔ اسے رولز رائس سلور گھوسٹ (GH 087) کہتے ہیں۔ مسٹر ہاورڈ جس نے یہ کار خریدی ان کا کہنا ہے کہ میں نے ۲۰ سال اس کو چلتے دیکھا ہے اور میں بہت خوش ہوں کہ اب میں نے اسے حاصل کر لیا ہے۔ ساؤتھ بی جہاں یہ نیلامی ہوئی کے ایک نمائندے نے کہا کہ یہ آج تک رولز رائس کی سب سے زیادہ قیمت ہے۔ لیکن بہر حال لندن میں ایک نیلامی کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موقع پر ۱۹۳۱ء کی ایک کار بگاٹی رائل کی اس سے کہیں زیادہ قیمت پڑی تھی۔ یہ بگاٹی ۹۸ لاکھ ڈالر میں بکی تھی۔ ایک اور سلور گھوسٹ یعنی رولز رائس ۲۲ لاکھ ڈالر میں بکی۔ یہ کاریں رسک کیول کے پاس تھیں جو گذشتہ سال کار کے ایک حادثے میں ہلاک ہو گئے تھے۔ اس نیلامی کے موقع پر کاریں خریدنے کے لئے گاہک یورپ جاپان اور امریکہ سے وہاں گئے تھے اور انہوں نے دو کروڑ ڈالر سے زیادہ کاروں کی خرید پر خرچ کیا۔

بقیہ: ص۲ سے آگے

خود تعمیر میں لگ جاتے۔

برادرم سرور صاحب جن کا انتقال ۲۶ مئی ۱۹۹۰ء کو ربوہ میں ہوا۔ بڑے محنتی، جفاکش اور رجاں نثار خادم سلسلہ تھے۔ آواز میں رعب اور شوکت تھی اور ہمہ وقت دینی خدمت کے لئے آمادہ و تیار رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی بیوی بچوں اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

مکرم مولوی رشید احمد صاحب سرور کے بیٹے مکرم سعید احمد صاحب کارکن فضلِ عمر ہسپتال ربوہ نے اطلاع دی ہے کہ محترم مولوی صاحب موصوف کی وفات حرکتِ قلب بند ہو جانے سے ۲۶ مئی کو ہوئی نمازِ جنازہ ۲۷ مئی کو مکرم مولانا محمد احمد صاحب جلیل نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم مولوی نصیر احمد صاحب شاد مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

قسم کا کاغذ کپڑے کے چیتھڑوں ہی سے بنتا ہے۔ چنانچہ اچھی قسم کی سٹیشنری، اہم دستاویزات اور کرنسی نوٹوں کے لئے جو کاغذ استعمال کیا جاتا ہے وہ سو فیصد کپڑے ہی سے تیار کیا ہوا ہوتا ہے۔ البتہ عام استعمال کے لئے اخبار اخباری کاغذ (NEWS PRINT) سارے کا سارا لکڑی ہی سے تیار کیا جاتا ہے۔

اب آئیے دیکھیں کہ لکڑی کو کاغذ کی شکل اختیار کرنے تک کن کن مرحلوں سے گذرنا پڑتا ہے۔

کاغذ بنانے کی لکڑی جب کارخانے میں پہنچتی ہے تو ایک مشین سب سے پہلے اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اس کے بعد یہ ٹکڑے ایک بہت بڑے ڈرم نما برتن میں پہنچتے ہیں جسے ڈائی جیسٹر (DIGESTER) کہتے ہیں۔ یہاں لکڑی کے ساتھ مختلف قسم کے کیمیائی محلول شامل کر کے انہیں خوب پکایا اور ابالا جاتا ہے تاکہ لکڑی میں سے نائٹروجنی مرکب (NITROGENOUS COMPOUND) چوبی مادہ یعنی لگنین (LIGNIN) اور دوسرے غیر ضروری اجزاء نکل جائیں۔ اس صفائی کے بعد آخر میں ایک مادہ رہ جاتا ہے جسے سیلولوز (CELLULOSE) کہتے ہیں۔

یہی وہ مادہ ہے جس سے درختوں اور پودوں کے ٹھوس حصے بنتے ہیں۔ تین بڑے کیمیائی عمل جو اس پر ہوتے ہیں ان کے کیمیائی زبان میں یہ نام ہیں۔

۱۔ عملِ سلفائٹ
(SULFITE PROCESS)

۲۔ عملِ سوڈا
(SODA PROCESS)

اور ۳۔ عملِ کرافٹ
(KRAFT PROCESS)

یہ مادہ جسے ہم پلپ (PULP) کہتے ہیں۔ اس کے بعد کئی مشینوں سے گذرتا ہے۔ جن میں اسے اور بھی صاف کیا جاتا اور زیادہ سے زیادہ لطیف بنایا جاتا ہے۔ پھر اس میں کاغذ کے معیار کے لحاظ سے بعض قسم کے کیمیائی اجزاء بھی شامل کئے جاتے ہیں۔ مختلف مرحلوں سے گذرتا ہوا جب یہ مادہ ایک مشین جارڈن (JORDEN) میں پہنچتا ہے تو اس وقت اس میں ننانوے فیصد پانی شامل ہوتا ہے اور یہ نہایت ہی عمدہ قسم کا مادہ بن چکا ہوتا ہے۔ اس سارے مواد کو ایک بار پھر صاف کیا جاتا ہے اور پھر ایک مشین کے باریک شگاف سے گذار کر اسے تانبے کے تاروں کے بنے ایک پردے یا سکرین پر بچھایا جاتا ہے۔ تانبے کا یہ پردہ مسلسل حرکت کرتا رہتا ہے۔ اس میں سے سارا پانی تو نیچے حوض میں گر جاتا ہے اور مادے کی ایک باریک تہہ سکرین کے اوپر رہ جاتی ہے۔ یہ گیلی گیلی تہہ گویا کاغذ کی پہلی شکل ہوتی ہے۔ اسے چند رولروں میں سے گذارا جاتا ہے۔ جہاں اس کا باقی پانی بھی نچڑ جاتا ہے۔ اس کے بعد کاغذ کو سٹیم سے گرم کئے ہوئے رولروں کے ایک طویل سلسلے سے گذارا جاتا ہے جو کاغذ کو بالکل خشک کر دیتے ہیں۔

اس سے آگے سٹیل کے ملائم اور چمکدار رولر کاغذ کو پالش کر کے اس میں نفاست اور ملائمت پیدا کرتے ہیں۔ مشین کے آخر میں کاغذ بڑی بڑی ریلوں کی شکل میں لپٹتا چلا جاتا ہے۔

ان ریلوں کو بعد میں کھول کر مختلف سائزوں میں کاٹ لیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے اخبار چھاپتے ہوئے یہ ریلیں ہی مشینوں پر چڑھا دی جاتی ہیں۔

اسی طرح کتب و رسائل کی اشاعت کے لئے کاغذ کو ضرورت کے مطابق ٹکڑوں میں کاٹ کر استعمال میں لایا جاتا ہے۔ آج کے دور میں کاغذ کی افادیت و اہمیت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے فائدہ کی اشیاء ہمیں بہم پہنچائے اور ضرر رساں کو ہم سے دور فرمائے۔

وصایا

ضروری نوٹ:

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۵۰۸: MRS.H. NURANI SUMIATI ANWAR W/O R. AHMAD-ANWAR. پیشہ خانہ داری عمر ۵۳ سال بیعت ۱۹۵۷ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۸/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر وصول شدہ ۱۹۵۹ء مبلغ/- ۵.۰۰۰ روپے ۱۹۸۸ء میں مالیتی/ ۵۰.۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ/ ۳۰.۰۰۰ روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ MRS.H.NURANI SUMIATI ANWAR. انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ آر احمد انور خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ DRS-SA D UWAENI انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۵۰۹: میں آر۔ رشیدہ محمود S.A زوجہ محمود احمد SURAH MAN پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال بیعت ۲۰.۵.۸۱ ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۵/۱۹۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی انگوٹھی وزنی ۳ گرام مالیتی/ ۴۰۰۰۰ روپے (۲) حق مہر /- ۱.۰۰۰.۰۰۰ روپے میزان /- ۱.۰۶۰.۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ/- ۱۰.۰۰۰ روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ آر۔ رشیدہ محمود S.A زوجہ محمود احمد SURAH MAN انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ R.A.RIZA ADISUD انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲ ARMA R.RIDHOAN انڈونیشیا۔

بقیہ: ص۴ سے آگے

دھو ڈالیں۔

ذیابیطس میں کیلا مفید غذا ہے اس میں صرف ۲۳ فیصد نشاستہ ہوتا ہے جب کہ روٹی میں ۵۰ سے ۵۵ فیصد تک نشاستہ ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضل عمر ہسپتال کیلئے عطایا

مندرجہ ذیل احباب وخواتین نے فضل عمر ہسپتال کے لئے عطایا بھجوائے ہیں قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔

۱۔ محترمہ ڈاکٹر صادقہ سلطانہ صاحبہ کوئٹہ منجانب والد محترم میاں بشیر احمد صاحب ۳۵،۰۰۰/- روپے

۲۔ مکرم چوہدری منیر نواز صاحب شیزان انٹرنیشنل لاہور ۱۰۰،۰۰۰/- ″

۳۔ مکرم چوہدری محمد الدین صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور ۵۰،۰۰۰/- ″

۴۔ مکرم مرزا مبشر احمد صاحب بو بی شوز لاہور منجانب والدین ۱۰،۰۰۰/- ″

۵۔ محترمہ ڈاکٹر صفیہ صاحبہ ناظم آباد کراچی ۱۰،۰۰۰/- ″

۶۔ محترمہ مسز ایم۔ ایچ۔ چوہدری صاحبہ آف U.K بذریعہ سروسز کوآپریٹو کریڈٹ کارپوریشن ربوہ ۱،۸۰،۰۰۰/- ″

ان کے علاوہ کچھ احباب نے بعض اشیاء بطور عطیہ دی ہیں۔

۱۔ مکرم شیخ محمد اکرم صاحب نوید جنرل سٹور ربوہ
دو عدد واٹر کولر ۷۵۰/- روپے

۲۔ میسرز خالد ناصر ٹریڈرز فیصل آباد

فینائل	۷۵ TIN	مالیت	۱،۵۰۰/- ″
ڈِم	۲۷ TIN	″	۷۲۰/-
آئیل سپرے	۴۸ TIN		۷۲۰/- ″

ایڈمنسٹریٹر

ملک پراپرٹی ڈیلر گولبازار ربوہ
فون آفس پی پی ۹۹۷
گھر ۳۶۷

شفا میڈیکو میڈیکل سنٹر

الٹرا ساؤنڈ
ایکسرے ـ ای سی جی اور کلینیکل لیبارٹری

لاہور کا سب سے پرانا طبی مرکز، موجودہ زمانے کے ساتھ ہم آہنگ، نتائج اور تشخیص بذریعہ کمپیوٹر

ہر طرح سے قابل اعتماد، بیماری میں تشخیص کے مراحل طے کرتے وقت ہماری ماڈرن اور کمپیوٹر کے ذریعہ تشخیص کرنے والی مشینوں کے نتائج سے بھرپور فائدہ اٹھائیے۔

نہایت قابل، تجربہ کار اور کہنہ مشق ڈاکٹر صاحبان رپورٹ مرتب کرتے ہیں۔ کمپنی اپنے کام کی پوری ذمہ داری قبول کرتی ہے

ایکسرے، ای سی جی اور کلینیکل لیبارٹری کی سروس مریض کے گھر پر بھی مہیا کی جاتی ہے

دام ہمیشہ کی طرح نہایت واجب، مریض کا احترام اور اس سے ہمدردی ہماری انتہائی مسرت ہے

شفا میڈیکو، چوک شفا میڈیکو، نزد میو ہسپتال۔ لاہور
فون ۶۳۶۹۳ - ۶۳۰۵۳ - ۲۲۳۴۶۲
ٹیلکس ۴۴۳۸۹ SHIFA PK. ٹیلی فیکس ۲۲۸۵۹۶ ۹۲،۴۲

خبریں

ملکی خبریں

○ قومی اسمبلی میں وزیر مملکت برائے خزانہ مسٹر احسان الحق پراچہ نے نئے سال کا بجٹ پیش کر دیا ہے۔ اسکے مطابق بجلی کے نرخوں میں اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ سرکاری ملازمین کو دس فیصد اور پنشنروں کو پانچ فیصد عبوری امداد دی جائے گی۔ بجلی کے نرخ ۳ء۸ فیصد بڑھائے گئے ہیں۔ ایسا عالمی بنک اور آئی ایم ایف کے دباؤ پر کیا گیا ہے۔ جنہوں نے اس کے بغیر نئے قرضے دینے سے انکار کیا تھا۔ لوکل فون کی شرح ایک روپیہ، عام پاسپورٹ کی فیس تین سو سے بڑھا کر چار سو روپیہ اور ارجنٹ پاسپورٹ کی فیس نو سو روپے سے بڑھا کر بارہ سو روپے کر دی گئی ہے۔ صنعتی کارکنوں کی کم از کم تنخواہ گیارہ سو روپے کر دی گئی ہے۔ ریڈیو لائسنس، ڈش انٹینا اور بیرون ملک سفر کی فیس بھی بڑھا دی گئی ہے اخباری کاغذ پر ڈیوٹی تین ہزار روپے فی ٹن سے کم کر کے ڈیڑھ ہزار روپے کر دی گئی ہے۔ بیچارہ قسم کی گاڑیوں پر کسٹم ڈیوٹی ۸۰ فیصد سے ۱۰۰ فیصد کر دی گئی ہے عام کاروں پر ڈیوٹی کی شرح میں ۱۰ فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے۔ انکم ٹیکس کا پینل سسٹم ختم کر دیا گیا ہے۔ انکم ٹیکس کی خود تشخیصی سکیم بحال کر دی گئی ہے۔ دفاع پر ۶۲ ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔

ضرورت ہے

کم از کم میٹرک پاس ایسے محنتی افراد جو پاکستان بھر میں کسی بھی علاقہ میں ادویات کی سیل اور بکنگ کو بطور پیشہ اپنانا چاہتے ہوں مندرجہ ذیل پتہ پر اپنے امیر صاحب یا پریذیڈنٹ صاحب کی تصدیق کے ساتھ درخواستیں بھیجیں

مینجر کیور ایٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ربوہ
فون: ۶۰۷ ـــ ۶۰۶ ـــ ۷۷۱

غیر ملکی خبریں

○ بھارتی وزیر اعظم مسٹر وی پی سنگھ نے کہا ہے کہ پاکستان کی وزیر اعظم مسز بے نظیر بھٹو سے ملاقات خارج از امکان ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے مسائل کے حل کے لئے سربراہ ملاقات کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی طرف سے دوستانہ طرز کا ایک قدم بھی صورت حال کو کشیدگی سے بدل کر امن کی طرف لا سکتا ہے۔

○ روس میں وسطی ایشیا کے شہر "اوش" میں پولیس نے ہنگامہ کرنے والوں پر گولی چلا دی جس سے ۶ افراد ہلاک اور ۲۰۰ زخمی ہو گئے۔ وزارت داخلہ کے ترجمان کے مطابق ہزاروں ازبک باشندوں نے "اوش" میں توڑ پھوڑ شروع کر دی تھی اور پولیس تھانے پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

○ پاکستان نے اقوام متحدہ میں تجویز پیش کی ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں اور تجربات پر مکمل پابندی عائد کر دی جائے۔

○ مقبوضہ کشمیر کے گورنر مسٹر سکسینہ نے کہا ہے کہ حریت پسند مجھے منتقل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاہم حکومت نے ان سے سختی سے نپٹنے کا فیصلہ کیا ہے۔

پتہ